دورہ، غلبہ اور شریعت غراء کے نفاذ کے آرزومند تمام اہل وطن، علماء و مشائخ، اہل علم، ارباب فکر و دانش، سیاسی زعماء، قومی ترقی اور ملکی سالمیت و استحکام کے تمام بہی خواہوں کا فرض ہے کہ وہ اللہ کے حضور گڑگڑا کر شریعت مطہرہ کے نفاذ کی دعائیں کریں۔ اس وقت ملک کے اندر اور باہر فتنوں کے طوفان اٹھ رہے ہیں، کچھ بدنصیب ایسے بھی ہیں کہ پہلے ہی قدم میں اسلامی جمہوری اتحاد کے مقاصد سے غداری کی سوچ رہے ہیں، کچھ لوگ اپنے بیرونی آقایان ولی نعمت کے اشاروں پر اپنی بصیرت و بصارت بلکہ دینی نقطہ نظر سے فکر و عمل کے تمام تقاضوں کو طاق نسیاں پر رکھ دینے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ ملک کی دینی جماعتوں بالخصوص تحریک نفاذ شریعت کے قائدین کو ملک کے موجودہ کٹھن اور نازک حالات میں نہایت حزم و احتیاط، تدبر و فراست سے قدم اٹھانا چاہیے۔ کسی قسم کی غفلت، تساہل اور تسامح بلکہ ایک لمحہ کی لغزش بھی منزل مقصود یعنی نظام اسلام اور جادۂ شریعت کی مسافت کو صدیوں تک طوالت دے سکتی ہے ع

یک لحظہ غافل بودم و صد سالہ راہم دور شد

قصاص و دیت آرڈیننس اور کچھ لوگوں کا احتجاج

بات تو اتنی تھی کہ عدالت عظمیٰ کی ہدایت پر صدر مملکت جناب غلام اسحاق خان نے اسلام کے شرعی احکام کا ایک مختصر باب "قصاص و دیت آرڈیننس" کے نام سے جاری کر دیا۔ شریعت مطہرہ کے نفاذ اور نئی حکومت کے لئے کام کرنے کے ترجیحات کے تعین میں ہر لحاظ سے یہ ایک مبارک پیش رفت ہے جس کی جتنی بھی تحسین کی جائے کم ہے۔ مگر آرڈیننس سے عاقلہ والے حصے کو نکال دینا، اور اسلامی نظریاتی کونسل کے علم و مشورے کے بغیر ان کے تیار کردہ مسودہ قانون میں کتر بیونت یا ترمیم و اضافہ کسی بھی لحاظ سے مستحسن نہیں اور اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ اور حکومت کا یہ فرض بنتا ہے کہ وزارت قانون کے جن ظالم ہاتھوں نے خدا و رسول ؐ کے قانون میں قینچی چلائی ہے اور پوری قوم میں بے چینی، بدامنی اور اضطراب اور خود حکومت کے لئے آغاز کار میں مشکلات اور اسلام کے ساتھ تضحیک و استہزاء کے حالات پیدا کر کے سنگین ملی اور قومی جرم کا ارتکاب کیا ہے وہ ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔ اور ان مجرموں کو ایسی عبرتناک سزا دی جائے کہ آئندہ کسی بھی بدباطن کو اس کی جرأت نہ ہو سکے۔

تاہم اس کی یہ قیمت، کہ پورے ملک میں ٹرانسپورٹ بند کر دی جائے ملکی نظم و نسق اور کاروبار معطل ہو جائے اور ٹھیک اس وقت جب نئی حکومت کو ملک میں کام کرنے کی ترجیحات کا تعین کرنا ہے۔ کچھ اہل وطن ملک کو پھر سے دناءت، فکری ٹیڑھے پن، نظریاتی دشمنی و بے ضمیری، سیاسی عہد شکنی اور اسلام دشمنی میں آگے بڑھانے میں کسی بھی مذموم اقدام کے کر گذرنے سے دریغ نہ کریں حد درجہ قابل مذمت اور لیس منظر

کسی بڑے ہاتھ کی کارستانی معلوم ہوتی ہے۔

اس فتنہ انگیزی کا ایک علاج تو وہی ہے جو عموماً ہمارے حکمرانوں کا وطیرہ اور ہر حکومت کی پالیسی رہا ہے کہ "مغربی ڈپلومیسی" کے اصول پر عمل کیا جائے۔ کبھی مسئلہ کمیشنوں اور کمیٹیوں میں الجھایا جائے کبھی کچھ لو اور کچھ دو کے اصول (بدترین بے اصولی) کو اپنایا جائے۔ اور کبھی جبر و استبداد سے مسئلے کو دبایا یا حل کیا جائے۔ لیکن ہر صاحبِ عقل و فہم تاریخ کے صفحات ہی سے نہیں اپنے گرد و پیش کی دنیا اور اپنے سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کر سکتا ہے کہ یہ تمام طریقے نہ تو مسائل کو سلجھا سکتے ہیں اور نہ ہی یہ دیرپا نتائج کے حامل ہیں —— ان طریقوں سے ملّی انتشار میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ قوم کی صلاحیتیں منفی کاموں میں لگ جاتی ہیں استحصال پسند طبقات کے اعمال اور ان کی سرگرمیاں قوم کے رہے سہے وقار کو ختم کرنے اور بیرونی دنیا کی نگاہوں میں اسے مزید "پست" اور "ذلیل" کرنے کا باعث بنتی ہیں —— اس طرح جو کام مسلمانوں کے وجودِ ملّی اور ان کے دین اور ان کی مملکت کے ازلی دشمن کرنا چاہتے ہوں وہ یہ کام خود اپنے ہاتھوں سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں لگ جائیں تو یہ صورت بدبختی کی خطرناک علامت ہے۔

ان طریقوں کے بالمقابل، ایک اور بھی نظریہ، ان مسائل کے حل کرنے کا ہے یہ وہ نظریہ اور طریقِ فکر و عمل ہے جو مختلف نسلوں، جماعتوں، حکومت و رعایا اور طبقات میں منقسم انسانوں کو، ایک ایسے رشتۂ اتحاد میں منسلک کرتا ہے جو نہ صرف یہ کہ ٹوٹتا نہیں، بلکہ اس کی امتیازی صفت یہ ہے کہ انسانی قافلہ جب تک اس طریقِ فکر و عمل پر چلتا رہتا ہے اس کے مابین، اتحاد، اعتماد، باہمی تعلق اور قومی معاملات میں معاونت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جاتی ہے۔

اس کا واحد حل یہ ہے کہ ارکانِ حکومت سمیت ملک کے تمام افراد (جب حکومت نفاذِ شریعت میں مخلص ہے) ترویجِ شریعت اور تنفیذِ احکامِ اسلامی کے مقدس مشن کی تکمیل کے لئے بنیانٌ مرصوص بن جائیں ملک کے تمام مسلمان اپنے فروعی اختلافات کو یکسر نظر انداز کر کے اسلام اور خالص نفاذِ اسلام کی بنیاد پر ایک جسم و جان کی صورت اختیار کر لیں۔ خدا و رسول ﷺ کے احکام میں کسی دباؤ، کسی جلسہ جلوس اور کسی بھی دھونس دھمکی اور ہڑتال کی پرواہ کئے ٹھوس، مستحکم اور غیر متزلزل موقف اختیار کریں تو کسی بھی مرحلے میں ناکامی یا ندامت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

قصاص و دیت آرڈیننس اور ملک گیر کامیاب ہڑتال کے تناظر میں غور فرمائیے، اپنی قوم اور مملکت

کی بدبختی ہے، کہ جو چیز (احکام شریعت کی تنفیذ واطاعت) عقل ودانش اور معرفت وایمان بصیرت کا ذریعہ تھی اور جسے رؤف ورحیم آقا نے علم وبصیرت اور ایمان ویقین سے آراستہ افراد کا امتیازی وصف قرار دیا تھا جہالت وعصبیت، معصیت وبغاوت، استنکاف واستکبار اور اس کے مآل وانجام کو نظر انداز کر کے وقتی اور عاجلانہ مقاصد، سطحی اور ادنیٰ مفادات وخواہشات نے ظالم بدہن ایک آرڈیننس کو جو ابھی ناتمام ہے اور جسے ابھی تک قومی اسمبلی سے قانونی تحفظ بھی حاصل نہیں ہوا فتنے اور فساد کا ذریعہ بنا لیا اور یوں یہ انسان جسے "احسن تقویم" سے نوازا گیا تھا خود کو اسفل السافلین کے قعر ذلت میں دھکیلنے پر رضامند ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بہرحال اسلامی قوانین، خدا اور رسولؐ کے قوانین ہیں ان کی تضحیک واستہزاء اور مخالفت، اپنے دین ایمان کا نقصان ہے۔ امید ہے کہ حکومت سمیت تمام ذمہ داران قوم آئندہ ایسے مواقع مہیا نہ ہونے دیں گے۔ جس سے اسلامائزیشن اور نفاذ شریعت کی پیش رفت کو نقصان پہنچے۔

(عبدالقیوم حقانی)

مولانا قاری لعل محمد حقانی کی شہادت

دارالعلوم حقانیہ کے قدیم فاضل، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے خادم خاص اور جہادِ افغانستان کے محاذ جنگ کے عظیم سپاہی حضرت مولانا قاری لعل محمد صاحب وزیرستانی بھی گذشتہ ہفتے ۱۷ نومبر ۱۹۹۱ء کو شہید کر دیئے گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون ـــــ خوفِ خدا سے عاری قاتل کے مغضوب وذلیل ہاتھوں کا نشانہ بننے والے قاری صاحب موصوف ۲۲ شوال ۱۳۸۷ھ کو دارالعلوم میں داخل ہوئے، ۱۳۹۳ھ میں تکمیل علوم کے بعد دورہ حدیث مکمل کیا علم وعمل کا یہ شجر طوبیٰ بار آور ہوا تو حضرت مولانا عبدالحقؒ کے مشورہ سے اپنے علاقہ میں خدمت علم ودین میں مصروف ہو گئے جہادِ افغانستان شروع ہوا تو اپنے شیخؒ کی تمنا اور آرزو کے پیش نظر اسے اپنی تمام تر مساعی کا ہدف بنا لیا اور قلیل مدت میں مختلف محاذوں پر عظیم کامیابیاں حاصل کیں ـــــ اخلاق وشرافت، علم وذہانت اور اساتذہ سے محبت واحترام کے پیش نظر سب کے محبوب بن گئے، حتیٰ کہ ملاءِ اعلیٰ کی ملکوتی کائنات بھی ان کی مشتاق دید بن گئی اور خلعتِ خونِ شہادت سے سرفراز کر دیئے گئے۔ قاری صاحب موصوف کے مولانا سمیع الحق اور مولانا انوار الحق صاحب سے بھی بہت قریبی مراسم اور دوارفتگی کی حد تک تعلق خاطر تھا جسے وہ زندگی کے آخری لمحے تک نبھاتے رہے ـــــ موصوف کی شہادت کی خبر دارالعلوم میں پہنچی تو ایصال ثواب اور دعاء مغفرت کا اہتمام کیا گیا۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ کے سفر پر ہونے کی وجہ سے مولانا انوار الحق صاحب اور صاحبزادہ راشد الحق اور دارالعلوم کے اساتذہ نے وزیرستان میں ان کے گھر جا کر پسماندگان سے تعزیت کی ـــــ "قارئین الحق" سے [illegible] ایصال ثواب اور دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔ (ادارہ الحق)